دینی مدارس ...... سوالات ...... جوابات

مولانا محمد حنیف جالندھری (ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان)

دینی مدارس پر انتہا پسندی کا الزام بالکل غلط ہے۔ کوئی مدرسہ دہشت گردی میں ملوث نہیں ہے۔ حکومت فتوؤں کا جائزہ لینے کے لیے علماء کمیشن بنائے، ملک کو قاعدہ نہ پڑھنے والوں نے بے قاعدہ نظام سے تباہ کیا۔ جس دینی نصاب کو حکومت فرسودہ کہہ رہی ہے۔ وہ نہ صرف مغلوں کے دور میں سرکاری نصاب تھا بلکہ حکومت پاکستان بھی اسے منظور کر چکی ہے۔ حکومت جو جدید نصاب مدارس میں پڑھانا چاہتی ہے وہ پہلے ہی مدارس میں پڑھایا جا رہا ہے۔ لسانی ونسلی دہشت گردی کا بھی خاتمہ ہونا چاہیے۔ ماڈل مدارس ایجوکیشن بورڈ نے جو نصاب تیار کیا ہے اس سے زیادہ جامع نصاب مدارس پڑھا رہے ہیں۔ مدارس کی خود مختار حیثیت کو تسلیم کرتے ہوئے مدارس آرڈیننس میں اصلاح کی ضرورت ہے۔ مدارس کا آڈٹ ہو رہا ہے۔ این جی اوز کے آڈٹ کی ضرورت ہے۔ غیر ملکی طلباء کے دینی مدارس میں تعلیم حاصل کرنے کا طریقہ کار آسان ہونا چاہیے جو مدرسہ دہشت گردی، غیر ملکی حکومتوں یا تنظیموں سے امداد لینے یا کسی بھی غیر قانونی سرگرمی میں ملوث ہے حکومت ان کے نام شائع کرے۔ وفاق المدارس اس کے خلاف کارروائی کرے گا۔ ہمیں، انکار کے باوجود مدارس ایجوکیشن بورڈ کا ممبر بنایا گیا۔ حکومت اگر مدارس کی واقعی مدد کرنا چاہتی ہے تو مدارس کے پانی، بجلی اور گیس کے بل معاف کر دے۔ وزیر داخلہ کو خود پتہ نہیں کہ دہشت گردی میں کون کون سے مدرسے ملوث ہیں۔ وفاقی مذہبی امور ڈاکٹر محمود احمد غازی کہتے ہیں کہ مدارس کے سلسلے میں کنٹرول کے لیے امریکہ کی طرف سے کوئی امداد نہیں ملی، ہم کہتے ہیں کہ امداد نہیں ملی تو تردید کریں پھر وہ کہتے ہیں کہ وہ کس کس خبر کی تردید کریں۔ "خبریں" اخبار سے ناظم اعلیٰ وفاق المدارس حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب کا خصوصی انٹرویو سوالاً جواباً قارئین کی نذر ہے۔ (ادارہ)

خبریں: حکومت کا الزام ہے کہ دینی مدارس میں فرقہ واریت انتہا پسندی کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس طرح وہ دہشت گردی میں ملوث ہیں چونکہ تعلیمی نصاب انتہا پسندی کی تعلیم دیتا ہے اس لیے اسے بدلنے کی ضرورت ہے آپ کیا کہتے ہیں؟

جواب: دینی مدارس پر انتہا پسندی کا الزام بالکل غلط ہے کوئی ایک کتاب ایسی نہیں پڑھائی جاتی جو فرقہ واریت کو ہوا دیتی ہو۔ اگر دینی مدارس کا نصاب انتہا پسندی کی تعلیم دیتا ہے تو ضیا دور میں وزارت تعلیم، یونی ورسٹی گرانٹس کمیشن اس نصاب کو منظور کر چکا ہے اور مدارس کی شہادۃ العالمیہ کی ڈگری کو ایم اے عربی اور ایم اے اسلامیات کی ڈگری کے برابر کا درجہ دے چکا ہے آج جس دینی نصاب کو حکومت کے بعض غیر ذمہ دار لوگ فرسودہ قرار دے رہے ہیں انہیں پتا ہونا چاہیے کہ ملا نظام الدین کے تیار کردہ اس نصاب کو مغلوں کے دور حکومت میں باقاعدہ سرکاری نصاب کے طور پر پڑھایا جاتا تھا۔ جہاں تک دینی مدارس کے انتہا پسندی ودہشت گردی میں ملوث ہونے کا سوال ہے تو یہ مدارس دس بارہ سال پہلے نہیں بنے جس سے دہشت گردی شروع ہوئی ہے۔ یہ مدارس

پاکستان بننے سے قبل کے موجود ہیں، اس وقت بھی ان کا نصاب تقریباً یہی تھا تو اس وقت مدارس کے اس نصاب نے نوجوانوں کو دہشت گردی کے لیے کیوں نہ ابھارا۔ دینی مدارس کا نصاب قرآن وسنت پر مبنی ہے جس میں اعتدال، لچک، میانہ روی اور برداشت کا درس دیا جاتا ہے مولانا اشرف علی تھانوی، شاہ ولی اللہ، مفتی محمود، مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا ظفر علی خان، مولانا شوکت علی جوہر، مولانا محمد علی جوہر، مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا ظفر احمد عثمانی یہ سب وہ لوگ ہیں جنھوں نے رواداری، اسلامی اقدار کا ہمیشہ درس دیا اور تحریک پاکستان کے لیے اپنا اپنا کردار ادا کیا۔ یہ سب انہی مدارس اور مدارس کے اسی نصاب کے پڑھے ہوئے تھے۔

خبریں: گزشتہ دنوں وزیر داخلہ نے ۲۸۵ مدارس سے متعلق کہا تھا کہ وہ دہشت گردی میں ملوث ہیں؟

جواب: ہماری وزیر داخلہ سے اس مسئلہ پر دو تین ملاقاتیں ہو چکی ہیں۔ مگر ان کا کہنا ہے کہ ۹۹ فیصد مدارس صحیح کام کر رہے ہیں صرف ایک فیصد یا اس کا بھی کچھ حصہ ہے جو دہشت گردی میں ملوث ہے۔ ایک مرتبہ ملاقات میں انھوں نے کہا کہ شاید ملک بھر میں ۲۵ مدارس ہیں جو دہشت گردی کے جذبات کو فروغ دے رہے ہیں جب ان سے ہم نے پوچھا کہ آپ ان کے نام لیں۔ ہم مدارس کی تنظیمات کے ذریعے انہیں اپنے نظام سے خارج کر دیں گے تو انھوں نے کہا کہ انہیں خود پتا نہیں ہے کہ وہ مدارس کون سے ہیں۔

خبریں: مختلف مسالک کے مختلف مدارس میں اپنے اپنے مسالک کی تعلیم دی جاتی ہے اپنے مسالک کو دوسرے پر برتر ظاہر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جس سے ذہنی تفریق جنم لیتی ہے آپ کیا کہتے ہیں؟

جواب: میں نے پہلے بھی کہا کہ مدارس میں جو نصاب رائج ہے اس میں کوئی ایک کتاب ایسی نہیں پڑھائی جاتی جس سے دوسرے مسالک کے خلاف نفرت پیدا ہوتی ہو بلکہ مدارس کے نصاب میں تقابل ادیان ایک باقاعدہ تفصیلی مضمون ہے جس میں ایک ہی مسئلہ سے متعلق مختلف علماء کرام کی تحقیقی رائے سے متعلق طلبہ کو پڑھایا جاتا ہے جس میں طالب علم کو پڑھایا جاتا ہے کہ وہ ایک ہی مسئلے سے متعلق مختلف علماء کرام کی رائے سے استفادہ حاصل کر سکتا ہے جب طالب علم کو پڑھایا جاتا ہے کہ وہ ایک ہی مسئلے سے متعلق مختلف علماء کرام کی رائے سے استفادہ حاصل کر سکتا ہے اس سے تو ان کو وسیع القلب اور وسیع النظر بننے میں مدد ملتی ہے نہ کہ اس سے ذہنی تفریق پیدا ہوتی ہے۔ دینی مدارس کا اصل مقصد اسلامی تعلیم کے ماہرین اور علوم اسلامیہ میں گہری نظر پیدا کرنے والے علماء پیدا کرنا ہے۔ مختلف مکاتب فکر کا اسلامی تعلیمات سے متعلق جو تشریح و توضیح میں الگ الگ نقطۂ نظر ہے تشریح و توضیح کے اس اختلاف کو فرقہ واریت کا نام دینا قرین انصاف نہیں۔ مسئلہ کی تشریح میں نقطۂ نظر کا اختلاف مدارس کی پیداوار نہیں۔ تاریخ اسلام کے صدر اول کے زریں دور سے لے کر اس عہد تک نقطہ نظر کا یہ اختلاف جو کہیں بالکل جزوی اور فروعی اور کہیں ذرا وسیع ہے امت کے جلیل القدر علماء اور اصحاب فکر میں رہا ہے۔ البتہ یہ درست ہے کہ ہر مکتب فکر میں بعض متعصب اور حدود سے تجاوز کرنے والے افراد ہوتے ہیں جن کی وجہ سے انتہا پسندی کے قابل افسوس واقعات پیش آ جاتے ہیں لیکن مجموعی طور پر مسلمان معاشرہ میں اسلامی تعلیمات کے فروغ اور بھائی چارہ اور یکجہتی پیدا کرنے کے لیے مدارس کا کردار مثالی ہے۔ چند افراد کی وجہ سے سب کو مطعون کرنا عقلاً اور اخلاقاً درست نہیں۔

خبریں: حکومت کا الزام ہے کہ وہ دہشت گردی ختم کرنا چاہتی ہے مگر علماء، تنظیمیں اور مدارس تعاون نہیں کرتے؟

جواب: ملی یکجہتی کونسل نے دہشت گردی کے خاتمے کے لیے جو کردار ادا کیا وہ سب کے سامنے ہے ہم نے ہمیشہ مذہبی دہشت گردی کے سلسلے

میں ہر حکومت سے تعاون کیا ہے ہم ملی یکجہتی کونسل، متحدہ علماء بورڈ پنجاب میں دہشت گردی کے اسباب و تدارک کے لیے بھرپور کردار ادا کرچکے ہیں مگر کونسل یا بورڈ نے جو سفارشات تیار کیں ان کو حکومت نے قانونی شکل ہی دینا گوارا نہیں کیا، ہم کہتے ہیں کہ حکومت غیر جانبداری اور نیک نیتی سے اس سلسلے میں جو بھی کوشش کرے گی۔ ہم اس سے تعاون کریں گے مگر ہم ساتھ ہی یہ بھی کہیں گے کہ پاکستان میں لسانی ونسلی دہشت گردی کی جڑیں زیادہ پرانی ہیں اور اس میں زیادہ لوگ شکار ہوچکے ہیں مگر ان میں سے کسی ایک کو یا سب کو سیاسی ضرورت قرار دے کر پہلو تہی نہ کی جائے بلکہ جن نسلی ولسانی تنظیموں نے ملک میں دہشت گردی کی اور اب بھی کر رہی ہیں ان کے خاتمے کے سلسلے میں بھی حکومت کو اسی طرح کوشش کرنی چاہیے جیسے وہ مذہبی دہشت گردی کے خاتمے کے لیے کرنا چاہتی ہے۔

خبریں: چند دن قبل وزیر داخلہ نے کہا تھا کہ وہ ملک کی باگ ڈور چند قاعدہ پڑھے ہوئے لوگوں کے سپرد نہیں کر سکتے ہیں اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مدارس کے فارغ التحصیل لوگوں میں یہ اہلیت ہی نہیں کہ وہ ملک کی باگ ڈور سنبھالیں؟

جواب: ملک کو قاعدہ نہ پڑھے ہوئے لوگوں نے بے قاعدہ نظام کے ذریعے چلایا تو آج ملک تباہ ہوچکا ہے، اگر یہ لوگ کسی قاعدے کے پڑھے لکھے ہوتے تو ملکی نظام کسی قاعدے سے چل رہا ہوتا مگر قاعدہ نہ پڑھے ہوئے لوگوں کے ہاتھ میں نظام ہونے کی وجہ سے آج ملک گروی رکھ دینے کے مترادف ہوچکا ہے۔ جہاں تک مدارس کے پڑھے ہوئے لوگوں کی اہلیت کا تعلق ہے تو علامہ شبیر احمد عثمانی، مولانا مفتی محمد شفیع اور مولانا سید سلیمان ندوی نے پاکستان کے آئین کو بنانے میں جو کردار ادا کیا سب کے سامنے ہے، کیا یہ لوگ ایف سی کالج کے پڑھے ہوئے تھے۔ یہ لوگ مدارس کے پڑھے لکھے تھے۔ اس لیے ملک کی باگ ڈور قاعدہ پڑھے ہوئے لوگوں کے ہاتھ میں ہوگی تو وہ ملک کو قاعدہ و قانون کے تحت چلائیں گے تو ملک نہ صرف ترقی کرے گا بلکہ خود مختار حقیقی اسلامی فلاحی مملکت کا عکس بھی پیش کرے گا۔

خبریں: ایک اطلاع یہ ہے کہ حکومت نے ماڈل دینی مدارس کے قیام اور اس کے مدارس ایجوکیشن بورڈ کے سلسلے میں مدارس کی تنظیمات کے رہنماؤں کو بلایا اور کہا کہ وہ بورڈ کے ممبر بنیں اور ماڈل دینی مدارس کے قیام کے لیے کردار ادا کریں مگر آپ لوگوں نے حکومت سے تعاون نہیں کیا۔ اس کے بعد آپ لوگوں کی مرضی کے بغیر بورڈ کا ممبر بنا دیا گیا۔ آپ کیا کہتے ہیں؟

جواب: ہم کہتے ہیں کہ حکومت جو ماڈل دینی مدارس قائم کرنا چاہتی ہے وہ ملک بھر میں پہلے سے موجود ہیں میرا مطلب ہے کہ ملک میں جتنے بھی مدارس ہیں وہ وفاق کی تنظیمات سے منسلک ہیں۔ وفاق کی نصابی کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں جو وقتی ضرورتوں کے تحت نصاب میں ترامیم کرکے اسے عصری تقاضوں کے مطابق ڈھالنے کے لیے کوشش کرتی رہی ہیں۔ حکومت جو ماڈل دینی مدارس اب قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے وہ تو ہم پہلے سے قائم کرچکے ہیں اس لیے نئے ماڈل دینی مدارس کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ دو چار مدارس کے قیام سے کیا تبدیلی آجائے گی۔ کیوں نہ وہ مدارس جو پہلے سے قائم ہوچکے ہیں ان کے مشورے سے اگر ان کے نصاب میں کسی تبدیلی کی ضرورت ہو اور مدارس بھی محسوس کریں تو صلاح و مشورہ سے ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں مگر یہ بات واضح ہے کہ ہم حکومتی دباؤ کے تحت کسی صورت ایسا نہیں کریں گے۔ یہ صحیح ہے کہ حکومت نے مدارس کے بعض ذمہ داران کو بلا کر ایک میٹنگ میں کہا کہ حکومت ماڈل دینی مدارس قائم کرنا چاہتی ہے اور آپ لوگ اس کے تعلیمی بورڈ کے

ہم سب نے اس وقت کہا کہ ماڈل دینی مدارس کی ضرورت ہی نہیں لہٰذا ہم اس کے بورڈ کے ممبر نہیں بنیں گے مگر اس کے باوجود ہمیں بورڈ کا ممبر بنایا گیا تو پھر اجلاسوں کی اطلاع دی گئی۔ ہم نے تحریری طور پر وزارت مذہبی امور کو آگاہ کیا کہ ہم اجلاسوں میں نہیں آئیں گے۔

خبریں: ماڈل دینی مدارس کے ایجوکیشن بورڈ نے ۳۵ فیصد دنیاوی اور ۶۵ فیصد دینی کی نسبت سے ماڈل دینی مدارس کے لیے جو نصاب تیار کیا ہے، وہ مدارس میں رائج الوقت نصاب سے بہتر نہیں ہے؟

جواب: ہم نے مدارس ایجوکیشن بورڈ کے تیار کردہ نصاب کا جائزہ لیا ہے مگر جو نصاب ہم پہلے مدارس میں پڑھا رہے ہیں، وہ مدارس بورڈ کے تیار کردہ نصاب سے کئی درجہ بہتر ہیں اس لیے نئے دینی نصاب کی بجائے اگر مدارس ضرورت سمجھیں تو پہلے سے موجود نصاب میں کسی چیز کا اضافہ کرلیں تو یہ بہتر ہوگا۔

خبریں: حکومت کا یہ الزام ہے کہ بعض مدارس کو بیرونی ممالک سے امداد ملتی ہے، امداد دینے والے ممالک اپنے مقاصد کے لیے ان مدارس کو استعمال کرتے ہیں؟

جواب: ہمارا حکومت سے مطالبہ رہا ہے اور اب بھی ہے کہ ان ممالک اور مدارس کے نام بتائے جائیں جو ایسا کرتے ہیں مگر آج تک ہمیں نہیں بتایا گیا۔ ہاں جس طرح مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کے لوگ بیرون ملک میں موجود ہیں، وہ اپنی جماعتوں کو چندہ دیتے ہیں، اسی طرح بیرون ملک ہزاروں ایسے دینی سوچ رکھنے والے پاکستانی بھی ہیں جو اپنے ہی ملک کے مدارس کو چندہ دیتے ہیں، یہ کوئی جرم نہیں ہے اگر کوئی مدرسہ کسی غیر ملکی حکومت یا تنظیم سے چندہ لے کر ان کے مقاصد کے لیے استعمال ہو رہا ہے تو حکومت اس کا نام بتائے ہم اس کو مدارس کی تنظیمات سے خارج کر کے حکومت کو سفارش کریں گے کہ اس کے خلاف کارروائی کی جائے۔

خبریں: حکومت کا یہ بھی اعتراض ہے کہ مدارس آڈٹ کروانے کے لیے تیار نہیں ہیں؟

جواب: حکومت مدارس کے آڈٹ کے بجائے ان این جی اوز کا آڈٹ کرے جو کروڑوں اربوں روپے بیرون ملک سے لیتی ہیں اور ملک و اسلام دشمن سرگرمیوں میں خرچ کرتی ہیں، یہ کئی مرتبہ سامنے بھی آچکا ہے۔ جہاں تک مدارس کے آڈٹ کی بات ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ حکومت ہمیں دیتی کیا ہے جس کا ہم سے آڈٹ کرنا چاہتی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ تقریباً تمام مدارس سوشل سیکورٹی ویلیفئر ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہیں اور این جی اوز شمار کیے جاتے ہیں۔ اس لیے آڈیٹر جنرل کے ہر ضلع کا نمائندہ مدارس کا سالانہ آڈٹ کرتا ہے، آڈٹ نہ کرانے کا صرف شور کیا جا رہا ہے حالانکہ آڈٹ ہو رہا ہے۔ کیا مدارس کسی نظام کے بغیر ہی ملک کے ۱۰ لاکھ طلبہ کو نہ صرف تعلیم دے رہے ہیں، بلکہ انہیں رہائش بھی دے رہے ہیں، ملک میں جہاں کسی پرائمری اسکول کی تعمیر صرف ایک خواب ہے مدارس وہاں بھی کام کر رہے ہیں، اس طرح وہ شرح خواندگی میں اضافہ کر رہے ہیں جس پر حکومت کا ایک روپیہ بھی خرچ نہیں آتا ہے۔

خبریں: موجودہ دور میں جب دنیا میں دہشت گردی کے خلاف جنگ کا شور ہے خاص طور پر اس موقع پر مدارس کو دہشت گردی میں ملوث ہونے کا الزام دینا کن وجوہات کی بناء پر ہے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

جواب: دراصل عالم کفر نے متحد ہو کر تہیہ کرلیا ہے کہ جہاد اور دہشت گردی میں فرق کو مٹا دیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ مشرقی تیمور میں ابھی آزادی کی تحریک نے خاص عروج بھی نہ پکڑا تھا کہ اسے تحریک آزادی قرار دے کر آزادی دلا دی گئی جبکہ کشمیر، فلسطین میں وہی تحریک آزادی دہشت گردی کی تحریک سمجھی جاتی ہے، دراصل عالم کفر کے لیے ہر وہ مسلمان دہشت گرد ہے جو اللہ کو سپر پاور سمجھتا ہے۔ جہاں تک حال ہی میں مدارس اور دہشت گردی کے اکٹھے ذکر کرنے کا تعلق ہے۔ تو یہ بات واضح ہے کہ مدارس ہی وہ تربیت گاہیں ہیں جہاں سے وہ لوگ پیدا ہوتے ہیں جو جان تو دے سکتے ہیں مگر اللہ کے سوا کسی دوسرے کو سپر پاور ماننے کے لیے تیار نہیں ہوتے، یہی وجہ ہے کہ عالم کفر اللہ کو سپر ور ماننے والوں کی جڑوں پر ضرب لگانا چاہتا ہے، اس لیے آج کل یہ پروپیگنڈہ مدارس

کے خلاف تیز ہو رہا ہے۔

خبریں: یہ خبر بھی ہیں کہ امریکہ نے مدارس کو کنٹرول کرنے کے لیے ۱۰۰ ملین ڈالر کی حکومت پاکستان کو امداد دی ہے؟

جواب: ہاں ہمیں بھی یہ معلوم ہوا ہے، مگر ہم نے وفاقی وزیر مذہبی امور ڈاکٹر محمود احمد غازی سے اس سلسلے میں بات کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے، یہ باتیں صرف اخبارات کی حد تک ہیں حکومت مدارس پر کنٹرول حاصل کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی، جب ہم نے انہیں کہا کہ اگر ایسی کوئی امداد امریکہ کی طرف سے حکومت کو نہیں ملی تو بجائے اس کے کہ عوام میں تشویش پھیلتی رہے آپ ان خبروں کی تردید کریں۔ اس پر انھوں نے کہا کہ ہم کس کس خبر کی تردید کریں۔

خبریں: بعض بیرونی ممالک اور خود حکومت پاکستان کو اعتراض ہے کہ مدارس میں غیر ملکی طلبا تعلیم حاصل کرتے ہیں جو بعد میں اپنے ملکوں میں جاکر اپنے ملک کے قوانین کے خلاف کام کرتے ہیں، اس طرح پاکستان سے پڑھے ہوئے طلبا کی وجہ سے پاکستان کی بدنامی ہوتی ہے؟

جواب: ہم مدارس میں غیر قانونی طور پر غیر ملکی طلبا کو تعلیم نہیں دیتے جو بھی غیر ملکی طلبا پاکستان میں مدارس دینیہ میں تعلیم کی غرض سے آتے ہیں ان کے پاس ویزہ چیک کرنے، ان کے قیام کی مدت کی تصدیق کے بعد ہی ہم ان کو مدارس میں داخلہ دیتے ہیں۔

خبریں: دنیاوی تعلیمی اداروں میں دین کی تعلیم کے لیے آپ کیا تجاویز دیں گے، کیا دنیاوی تعلیمی اداروں میں دینی واخلاقی تعلیم وتربیت موجود ہے؟

جواب: ہم کہتے ہیں کہ یونی ورسٹیوں میں اسلحے کے انبار لگے ہوئے ہیں مگر حکومت کسی ایک مدرسے میں اسلحہ دکھادے، یونی ورسٹیوں کالجوں کے طلبا تنظیمیں بناکر آپس میں قتل وغارت کرتے ہیں۔ حکومت مدارس میں کوئی ایک ایسا واقعہ بتادے۔ یہ بات افسوس سے کہنا پڑتی ہے کہ سی ایس ایس کرنے والے طلبا وطالبات کے دینی سوالات کے جوابات اس حد تک پریشان کن ہوتے ہیں کہ سر شرم سے جھک جاتے ہیں۔ نبی ﷺ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت مریم بتایا جاتا ہے، لیکن اس کے باوجود ان دنیاوی تعلیمی اداروں میں دینی تعلیم کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ حکومت جو امداد مدارس کو دینا چاہتی ہے وہ ان کالجوں یونی ورسٹیوں میں دینی تعلیم دینے کے لیے خرچ کردے اور انہیں دین کے پڑھے ہوئے علماء سے تعلیم دلوائے پھر تعلیم وتربیت کا معیار چیک کرے۔

خبریں: حکومت کہتی ہے کہ وہ دینی مدارس کی مالی مدد کرنا چاہتی ہے۔ مالی مدد کس طرح کی جائے کہ تمام مدارس کو ان کا حصہ برابر مل جائے؟

جواب: آسان فارمولا ہے ملک بھر کے دینی مدارس کی بجلی، پانی و گیس مفت کردی جائے، یہی بہت بڑی مدد ہے۔

س: دینی مدارس کے نصاب میں عصری ضرورتوں اور تقاضوں کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں سے نکلنے والے عموماً گردوپیش کے حالات سے بے خبر اور دور اندیشی کے جوہر سے عاری ہوتے ہیں؟

ج: یہ تاثر دینی مدارس سے لاعلمی اور ناواقفیت کے باعث ہے۔ دینی مدارس کے نصاب کے ابتدائی تین سالوں میں اردو، انگلش، سائنس، جغرافیہ اور معاشرتی علوم کے تمام مضامین کی کتابیں شامل ہیں۔ عصری اسکولوں کے مقابلہ میں ان مضامین کی تعلیم مدارس میں زیادہ محنت، توجہ اور دلجمعی سے دی جاتی ہے۔ اس ابتدائی نصاب کے علاوہ آٹھ سالہ نصاب میں بھی ضرورت کے مطابق وقتاً فوقتاً ترامیم ہوتی رہتی ہیں۔ قدیم فلسفہ، شمس بازغہ، صدرا وغیرہ کی بجائے جدید فلکیات اور نئے اسلوب کی حامل عربی

ادب و انشاء کی کتابیں شامل نصاب کر دی گئی ہیں۔ پھر ترمیم و اضافہ کا یہ عمل رُکا ہوا نہیں، تدریجاً جاری ہے۔ جہاں تک کسی "جوہر قابل" کے نکلنے کی بات ہے تو عمومی طور پر یہ تنزل عصری علوم کی درسگاہوں میں زیادہ نمایاں ہے۔ آج بھی معاشرہ میں اسلامی اخلاق اور بلند اقدار کی جو جھلک نظر آتی ہے، وہ انہی افراد کے دم سے ہے جو دینی اداروں سے وابستہ ہیں یا یہاں سے نکلے ہوئے ہیں۔

س: سنا ہے مدارس میں بچوں کو زنجیروں سے باندھ کر سلاخوں اور بیدوں سے اس حد تک پٹائی کی جاتی ہے جو انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے زمرے میں آتی ہے اور اس پر ایمنسٹی انٹرنیشنل نے بھی تشویش کا اظہار کیا ہے؟

ج: مدارس کا ایک مربوط تعلیمی نظام ہے۔ یہاں بچوں کو گلی کوچوں سے پکڑ کر نہیں لایا جاتا بلکہ بچوں کے والدین اور سرپرست انہیں داخل کرواتے ہیں۔ اگر ان مدارس میں انسانی حقوق کی پامالی کی حد تک سزا دی جاتی تو اس کے خلاف سب سے پہلے ان بچوں کے والدین اور سرپرست آواز بلند کرتے۔ ان بچوں کے والدین اور سرپرستوں نے تو آج تک ان مدارس پر یہ الزام نہیں لگایا جہاں تک ایمنسٹی انٹرنیشنل کی تشویش کا تعلق ہے تو آج وادیٔ کشمیر میں مسلمانوں کا خون بہہ رہا ہے۔ اسرائیل کی درندگی نے فلسطینیوں کی زندگی اجیرن کر دی ہے، الجزائر، بوسنیا اور چیچنیا میں مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے۔ ان ستم رسیدہ مسلمانوں کے حق میں کوئی مؤثر آواز بلند کرنے کی بجائے ایمنسٹی انٹرنیشنل کو مدارس دینیہ کے طلبہ کی تادیب پر تشویش لاحق ہو رہی ہے۔ آپ اس تضاد اور دہرے معیار کو کیا کہیں گے؟

س: مدارس دینیہ سے نکلنے والے افراد معاشرہ کی کوئی مفید خدمت انجام نہیں دیتے؟

ج: بحمد اللہ ہم سب مسلمان ہیں اور ایک مسلمان کی حیثیت سے ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ ہم خدا اور رسول ﷺ کے احکام اور امر و نواہی کو جانیں اور ان کے مطابق زندگی گزاریں۔ مدارس دینیہ کے فضلاء مسلمانوں کو قرآن و سنت کی تعلیمات سے آگاہ کرنے کی بہت بڑی ذمہ داری ادا کر رہے ہیں۔ خواہ وہ مدرسوں میں ہوں یا مساجد میں۔ آپ غور فرمائیں تو اسلامی علوم و فنون سے مسلم معاشرہ کے ربط و تعلق کو قائم رکھنے کا واحد ذریعہ یہی مدارس ہیں۔ مساجد کے لیے مناسب علمی صلاحیت کے خطباء اور ائمہ اور اسلامی تعلیمات کے لیے اساتذہ دینی مدارس سے پیدا ہوتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں روزمرہ کی زندگی میں پیش آنے والے مسائل کے فقہی جوابات کا ذریعہ انہی مدارس کے دارالافتاء ہیں، اصلاح احوال کے لیے معاشرہ میں جتنی تحریکیں اور جماعتیں کام کر رہی ہیں ان کا منبع یہی دینی مدارس ہیں۔ پاکستان میں شرح خواندگی کا تناسب افسوسناک حد تک کم ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں پھیلے ہوئے یہ دینی مدارس شرح خواندگی کی اس کمی کو کافی حد تک کنٹرول کرنے میں معاون ہیں۔

☆☆☆